۷۸۶

میثم قادری

بعونہٖ تعالیٰ

عقائد نامہ مسلمانان اہل سنت والجماعت

انجمن نعمانیہ ہند

(صدر مقام لاہور)

مرتبہ

علمائے کرام و مشائخ عظام ہند

(جن پر اپنے دستخط رضامندی ثبت کرنے کے بغیر کوئی شخص انجمن موصوف کی رکنیت میں داخل نہیں ہو سکتا)

بحکم

اراکین انجمن موصوف الصدر

(دوسری ایڈیشن) محرم الحرام سنہ ۱۳۵۲ ہجری المقدس

فیروز پرنٹنگ ورکس لاہور میں باہتمام عبدالحمید خاں منیجر چھپا اور صدر مجلس انجمن نعمانیہ ہند لاہور نے شائع کیا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْاِیْمَانُ بِاللّٰہِ الْعَظِیْمِ جَلَّ جَلَالُہٗ وَعَزَّ بُرْھَانُہٗ

مومن بما جاء بہ الرسول کو بہ تصدیق قلبی و اقرار لسانی امور ذیل کا اظہار لازم ہے - اور یہی ایمان شرعی ہے -

نمبر۱ صانع عالم جل مجدہٗ واجب الوجود ازلی ابدی ہے اُس کا کوئی مثل نہ ذات میں ہے نہ صفات میں۔ تمام کمالاتِ ممکنات اُسکی عظمتِ ذاتی کے ظلّ و پرتو ہیں۔

نمبر۲ وجوب وجود۔ استحقاق عبادت خالقیت باختیار خود تدبیر کائنات کلی و جزوی اس کی ذات مقدس سے مختص ہیں۔

نمبر۳ حیٰوۃ۔ قدرۃ۔ علم۔ کلام۔ سمع۔ بصر۔ ارادہ صفات ذاتیہ حق سبحانہٗ کی ہیں۔ ان سب سے ازلاً متصف ہے۔ باقی صفات فعلیہ۔ نفسیہ۔ سلبیہ۔ اضافیہ ہیں۔

نمبر۴ کائنات کو خلعتِ وجود بخشنے سے پیشتر ویسا ہی کامل تھا جیسا بعد میں (الآن کما کان)

نمبر۵ شفائے مریض۔ عطائے رزق۔ ازالۂ تکالیف و مصائب بطور استقلال و خلق اسی کے قبضۂ قدرت میں ہے۔

نمبر۶ طبیب۔ بادشاہ و دیگر اسباب ظاہری و باطنی مثل دعا و ہمتِ انبیاء و اولیاء بہ عطائے الٰہی بطور تسبب امور مذکورہ کے منسوب الیہ ہوتے ہیں۔

نمبر۷ حکیم علی الاطلاق کی صفت حکمت کا تقاضا ہے کہ یہ صفات و افعال الٰہیہ در پردۂ اسباب ظہور فرماتے ہیں جیسا کہ بداہتہً معلوم ہے کہ بے شمار اسباب معاش و تدابیرِ مہمات و مدافعت امراض مظاہر رزّاقیت وغیرہ صفات قدیمہ کے ہیں ایسا ہی شرعاً و کشفاً ثابت ہے کہ مقربان درگاہ حق کی دعا و ہمت و برکتِ وجوداتِ مبارک مظہر فیضانِ عنایت الٰہی ہے۔ صرف اسباب کو مدِ نظر رکھنا اور مسبّب جلشانہٗ کی قدرتِ کاملہ کا نہ ماننا یا قدرت کاملہ کو بعض اسباب میں ہی منحصر و محدود کرنا کفر ہے۔ اور اسباب کا کلیتہً نفی کرنا ابطال حکمت قدیمیہ کے علاوہ سعادتِ دین و دنیا سے محروم رہنا ہے۔ اور اسباب ظاہری و باطنی

(اولیائے مقربین) کو جلوہ گاہ صفات مان کر اُن سے مستفید اور مستفیض ہونا تبصرۂ اور کمالیت ایمان کا نشان ہے۔

۸۔ جوہر۔ عرض۔ جسم۔ مکان۔ زمان۔ جہت۔ حرکت۔ انتقال۔ تبدیل ذاتی و صفاتی۔ جہل۔ کذب۔ ممکنات سے مختص ہیں۔ ذاتِ حق پر سب محال بالذات ہیں۔

۹۔ استواء علے العرش۔ ضحک۔ وجہ۔ ید۔ وغیرہ صفات منصوصہ کذائے مثل صفاتِ ثمانیہ۔ سمع۔ بصر۔ علم۔ ارادہ۔ کلام۔ قدرۃ۔ حیوٰۃ۔ تکوین۔ بیچون و بےچگون ہیں۔

۱۰۔ ادراکِ حقیقتِ الٰہیہ میں انبیاء اولیاء عاجز ہیں۔ تجلیاتِ ذاتی و صفاتی و اسمائی نصیبِ انبیاء و اولیاء حسب المراتب دنیا میں ہوتی ہیں۔

۱۱۔ رویتِ ذاتِ حق آخرت میں اہلِ جنت کے لئے ثابت ہے۔ بلاکیف و بلاجہت

۱۲۔ اللہ تعالےٰ بندوں کے افعال و اعمال کا خالق اور مرید ہے لیکن راضی بالکفر والمعصیت نہیں ہے۔

۱۳۔ تمام خیر و شر خالق الکل جلشانہٗ کے ارادہ و خلق و تقدیر سے ہے جو ازل میں مقرر ہو چکا ہے۔ وہی ظاہر ہوتا ہے لیکن راضی صرف خیر پر ہے۔

۱۴۔ تقدیر سے بندہ مجبور نہیں ہوتا۔ بلکہ اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل و کرم سے نیکی اور بدی کا راستہ بتا کر اپنے اپنے افعال میں گونہ اختیار دیا ہے۔ جسکے سبب انسان اور حجر و شجر میں فرق بدیہی ہے۔ جسے اصطلاحًا کسب کہتے ہیں۔ اسی کسب کے سبب وہ جزا اور سزا کا مورد ہے۔

۱۵۔ جبر جو منافی جزا ہو اور قدر جو شرکت شے کی خالقیت میں قادر مطلق سے پیدا کرے باطل ہیں۔ زیادہ خوض و بحث اس مسئلہ میں ممنوع ہے امور مذکورہ پر ایمان لانا باعثِ نجات ہے اور ان کا انکار ہلاکت۔ پس عقلمندی و سعادت یہ ہے کہ حصول نجات کا فکر ہو۔

۱۶۔ بے نیاز ہے کسی کا اُس پر حق نہیں ہے۔ مگر جو اپنے فضل سے وعدہ فرمائے وہ ضرور وفا فرماتا ہے۔

۱۷۔ اُس کے تمام افعال حکمت و مصلحت پر مشتمل ہیں۔ لیکن اس سے کوئی غرض یا نفع عائد بذاتِ مقدس نہیں ہوتا اور نہ ہی کوئی شے اللہ تعالےٰ پر واجب ہے۔

قبح و ظلم و سفہ و عبث سے اس کے افعال منزہ ہیں۔

۱۸؎ مومن کو دین حق پر انشراح عطا فرمانا اور اُسے قبول کرنا اور اس کے مطابق اعمال و احسان کی توفیق عطا فرمانا اُس کا فضل ہے اور کافر کو صرف عقل و حواس عطا فرما کر تبلیغ انبیاء کا اُس کے ذہن پر واضح فرمانا اور توفیق سے محروم رکھنا جناب رب العزۃ کا عدل ہے۔

۱۹؎ صفت عدل و فضل کی چھ صورتیں ہیں۔ جن کا اعتقاد کرنا مومن پر فرض ہے

(۱) حق سبحانہٗ تعالےٰ کسی پر ذرہ بھر بھی ظلم نہیں فرماتا۔

(۲) کسی کے اعمال حسنہ سے ذرہ بھر نقصان نہیں فرماتا۔

(۳) کسی کو بغیر گناہ عذاب نہیں فرماتا۔

(۴) اس کا فضل ہے کہ اپنے مسلمان بندوں پر جو مصیبت بھیجے اُس میں بھی اُن کے لئے اجر رکھتا ہے۔

(۵) کسی کو طاعت یا معصیت پر جبر نہیں فرماتا۔

(۶) فوق الطاقت کسی کو تکلیف نہیں دیتا۔

۲۰؎ افعال کا باعثِ ثواب و عقاب اُخروی ہونا صرف اُسی کے حکم سے ہے۔ اس میں عقل کو دخل نہیں ہے۔ بعض کی حکمت کو عقل ادراک کر سکتی ہے اور اکثر میں اخبار انبیاء کی محتاج ہے۔

۲۱؎ ہر ایک صفت الٰہی بالذات واحد ہے اور بحسب التعلق غیر متناہی متعلقات حادث ہیں اور اُس کی صفات قدیمہ ہیں۔

۲۲؎ حق سبحانہٗ تعالےٰ کے بہت نام ہیں جن کی خبر اُسی نے اپنے کلام پاک میں دی ہے۔ اہل سنت کے نزدیک دعا و ذکر الٰہی اُنہی اسما سے ہے۔ جو شرع مطہرہ میں وارد ہیں یہ سب اسماء کلام الٰہی کی مانند قدیم ازلی ابدی ہیں اور عباد کا اپنی زبان پر لانا یا لکھنا حادث ہے۔

۲۳؎ اہل سنت کا اجماع ہے کہ جس اسم کے معنی میں تنقیص شان الوہیت ہو اُس کا ذاتِ حق پر بولنا کلمہ کفر ہے۔

۲۴؎ وحدت وجود حسبِ تقریر محققین حق ہے شریعتِ حقہ کے کسی اصل کے

منافی نہیں ہے۔ فرق مراتب و حفظِ احکام ضروری ہے۔ جو صفات مستلزم مرتبۂ الوہیت کے ہیں۔ اُن کا مراتب سافلہ پر اطلاق کرنا و بالعکس کفر ہے۔ جس طور پر یہ مسئلہ اکابرِ اسلام پر منکشوف ہوا ہے اور اولیا متشرعین نے حتے الامکان بیان فرمایا ہے بحفظِ حدود شرعی اُس پر اعتقاد رکھنا باعثِ تکمیلِ ایمان اور اس کا انکار خسران وحرمان ہے۔

اَلْاِیمَانُ بِالنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

۱۔ اسلام و ایمان کا رکنِ اعظم جس کے بغیر کسی حالت میں بندہ مومن یا مسلم نہیں ہو سکتا۔ حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے تمام کمالات ثابتہ بالنص الصریح کی تصدیق قلبی و اقرار لسانی ہے اور آپ کی تعظیم ظاہری و باطنی سے ہر حالت میں متصف رہنا تمام اعمال و عبادات کی قبولیت کا اصل اصول ہے

۲۔ آپ تمام انبیائے کرام سے افضل اور سب کے سردار ہیں۔

۳۔ میثاقِ توحیدِ الٰہی و ربوبیّت ذات حق جیسا تمام بنی آدم سے لیا گیا۔ ویسا ہی سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اور تعظیم کا تمام انبیاء سے مؤکد طور پر عہد لینا باخبارِ الٰہی منصوص ہے۔

۴۔ آپ خاتم الانبیاء ہیں نہ تو آپ کے زمانہ میں اور نہ آپ کے بعد کوئی نبی ہوگا۔

۵۔ تمام انبیاء بلحاظ بطون و تربیتِ روحانی تعین روحی جناب ختمی مآب خلفائے سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے ہیں جیسے ظاہر میں صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نیابتاً آپ کے فرمان سے اس عہدہ پر ممتاز ہوئے۔ ویسے ہی انبیاء کرام باوجود خلعت نبوت و افضلیت ماودن الانبیاء کے آپ کی باطنی شریعت کے نافذ فرمانیوالے تھے۔

۶۔ آپ کی اطاعت و اتباع اور محبت فرض ہے۔ اس کے ترک پر عذابِ الیم کا وعید منصوص ہے۔

عَلَامَاتِ مَحَبَّتِ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ

(۱) آپ کا اقتدار اور اتباع سنت اقوال و افعال میں اور آپ کے اوامر و نواہی کی تعمیل۔

(۲) زبان و دل سے آپ کا ذکر کرنا۔

(۳) آپ کے جمال پاک کا مشتاق ہونا۔

(۴) دل۔ زبان اور بدن سے آپ کی تعظیم کرنا۔

(۵) آپ کے اہل بیت اور صحابہ سے محبت کرنا اور اُن کے ساتھ بغض رکھنے والے سے بغض رکھنا۔

(۶) آپ کی سُنت کے تارک کو بُرا سمجھنا۔

۷۔ آپ کی تعظیم جیسا کہ ہر ایک مومن پر ظاہری زیارت کے وقت فرض تھی ویسا ہی اب بھی۔ آپ کی حدیث فضائل اور نام مبارک سنتے وقت لازم اور ضروری ہے۔ پس ان میں باتباع سلف مسلمانوں میں جو مباح وجوہ تعظیم مروّجہ ہر ملک ہوں اُن کا بوقت ذکر حضور سرورِ عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بجا لانا تقاضائے ایمان ہے اور چونکہ مجلس میلاد شریف میں قیام کرنا عشاق درگاہ کا معمول ہو گیا ہے۔ پس اِن کا اِنکار روشِ سلف کا انکار ہے۔ اور بے بنیاد تعصب ہے۔

۸۔ جو ممکنات و مخلوقات احاطۂ ربوبیت الٰہیہ میں داخل ہیں۔ سب کی طرف حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مبعوث ہیں۔ پس کوئی حصہ مخلوقات آپ کی دعوت سے خارج نہیں ہو سکتا۔

۹۔ جیسا کہ واحد عددی کا بحیثیت اولیت ثانی یا ثالث ہونا محال ہے۔ ویسا ہی بحیثیت عموم دعوت مذکورہ و اولیت خلق و ختم نبوت و افضلیت مطلقہ و خلافت کبرےٰ و اولیت فی الشفاعۃ و فی دخول الجنۃ و اصالت فی کل فضل و وساطت فی کل نعمت وغیرہا صفات کثیرہ ناممکن الاشتراک کے آپ کی نظیر محال اور ممتنع ہے۔

۱۰۔ آپ کی صورت مقدسہ بلحاظ جسمیت معروض بعض عوارض بشریہ تھی۔ اور آپ کی روحانیت اوصافِ بشری سے برتر اور تغیر و آفات و عیوب و نقائص بشری سے منزہ اور ضعفِ انسانی سے مبرّا۔ اور اعلےٰ صفات ملکیہ سے متصف تھی۔ پس آپ کا علم باللہ و صفاتہٖ قبل

بعثت تمام عیوب و نقائص شک و جہل وغیرہ سے مبرّا و منزّہ ہے۔

(۱۱) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تین حیثیتیں ہیں۔ اوّل ظاہر بہ اعتبار صورت بشر۔ دوم ملکی۔ سوم وہ مرتبہ جس کو خدا ہی جانتا ہے۔

(۱۲) آثار شریفہ و آثار سلف صالحین کی تعظیم ضروری ہے اور ان کو ذریعۂ اجابت دعا خیال کرنا صدق ایمان کی نشانی ہے۔

(۱۳) بہ نسبت علوم اوّلین و آخرین آپ کا علم اعلیٰ و اکمل ہے اور آخر عمر شریف تک ملکوت سماوی و ارضی و تمام مخلوقات و جملہ اسمائے حسنے و آیات کبرے و امور آخرت و اشراط ساعت و احوال سعدا و اشقیا و علم ما کان و ما یکون پر آپ کا علم محیط ہو چکا ہے تمام علوم بشریّہ و ملکیّہ سے آپ کا علم اشمل و اکمل ہے۔ علم الٰہی اور آپ کے علم میں امور ذیل فارق ہیں:۔

(۱) علمِ الٰہی غیر متناہی بالفعل اور مطلق اور حضور کا علم متناہی بالفعل و غیر متناہی بالقوۃ اور محاط ہے۔

(۲) علمِ الٰہی بلا ذرائع و وسائل ازلی و ابدی ہے اور آپ کا علم بذریعۂ وحی الہام کشف۔ منام و بسطِ حواس و بصیرۃ مقدسہ حادث ہے۔

(۱۴) آپ کے تمام اخبار و اقوال متعلق دین و دنیا صادق اور حق ہیں۔ شک و وہم۔ دجہل وغیرہ نقائص و مداخلت شیطانی سے منزّہ و مبرّا ہیں۔

(۱۵) آپ قبل نبوت و بعد نبوت کبائر و صغائر سے معصوم اور تمام قبائح بشری سے مبرّا ہیں۔

(۱۶) بعض افعالِ بلاغیہ و احکام شرعیہ میں نسیان و سہو آپ سے بغرض تشریح و افادۂ علم بارادہ الٰہیّہ واقع ہوا ہے اور صدور سہو و نسیان منافی شانِ نبوّت نہیں۔ بلکہ نسیان و ذہول از ناسوت بوجہ استغراق در لاہوت از قسم کمال ہے۔ جیسا کہ ارباب بصیرت پر ظاہر ہے۔ البتہ اُن کے سہو و نسیان کو اپنے سہو و نسیان پر قیاس کرنا اور بقصدِ تحقیر آپ کی طرف منسوب کرنا کفر ہے۔

(۱۷) تمام عوارض بشری یعنی مرض تکلیف بدنی وغیرہ جو انبیاء علیہم السلام

لاحق ہوتے ہیں۔ظاہری صورت مشابہ عوارض عامہ افراد انسانی ہیں۔
اور بلحاظ نتائج و آثار باطنی و حکمت خفیہ الٰہیہ تمام افراد بشر کے عوارض
سے برتر اور اعلےٰ ہیں مثلاً تکالیف امراض انبیاء علیہم السلام سے نتیجہ اظہار احوال
عالیہ مثل صبر۔رضا۔شکر۔تسلیم۔توکل۔تفویض۔دعا۔تضرع اور موعظت امت
بوقت لحوق عوارض کذائیہ بہ تحصیل امور مذکورہ ہے۔پس اپنے عوارض پر
عوارض انبیاء کو خیال کرنا سخت بے ادبی اور بعض حالات میں جبکہ تحقیر
لازم آئے۔کفر ہے۔

۱۸۔ حضور سید الانبیاء کا مغیبات پر مطلع ہونا آیات و احادیث سے بالتواتر
ثابت ہے۔ منکر اس کا منکر قطعیات ہے۔

۱۹۔ آپ روضۂ منورہ میں مثل دیگر انبیاء علیہم السلام زندہ بحیات حقیقت دنیاویہ جسمانیہ
ہیں۔خاکساران امت کے حالات پر مطلع اور عاشقان درگاہ پر ہر لحظہ متوجہ ہیں

۲۰۔ زیارت روضہ منورہ اعظم السعادات ہے انکار اسکا بدعات بدترین میں سے ہے

۲۱۔ حق سبحانہ تعالےٰ نے سید المحبوبین صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی ذات پاک کو معجزات
ذیل وغیرہ سے مخصوص فرمایا۔

(۱) معراج جسمانی بحالت بیداری حرم شریف سے بیت المقدس کی طرف
اور امامت انبیاء کرام اور سیر سماوات و آیات کبرےٰ و جنت و نار وغیرہ۔

(۲) اپنا جمال پاک حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بچشم ظاہر دکھایا۔

(۳) شق القمر۔ (۴) ستون مسجد شریف آپ کے فراق میں گریہ وزاری کرنا

(۵) احجار و اشجار کا آپ پر سلام کرنا اور تصدیق نبوت کرنا۔

(۶) آپ کی انگشت ہائے شریفہ میں سے پانی جاری ہونا اور ایک پیالہ
پانی سے لشکر کا سیراب ہونا۔

(۷) آپ کی برکت سے قلیل طعام کا اس قدر بڑھنا کہ ہزارہا آدمی سیر ہو جائیں

(۸) بکری مذبوحہ کا آپ سے کلام کرنا۔

(۹) مذکورہ معجزات و دیگر خوارق مثل احیاء اموات جو احادیث سے ثابت
ہیں بلا تاویل حق و نفس الامری ہیں۔

۲۲ تمام معجزات سے اعلےٰ واقوےٰ و ادوم قرآن شریف ہے جسکے مقابلہ سے تمام مخلوقات عاجز ہے۔ قرآن مجید کی ترکیب لفظی و محاسن معنوی و اخبار غیبیہ تمام معجز ہیں۔

مَاجَاءَ بِهٖ سَيِّدُ الْاَنْبِيَآءِ عَلَيْهِ اَفْضَلُ صَلَوٰتِ رَبِّ الْوَرٰى

۱ حضور مظہر الاتم سر اللہ الاعظم صلے اللہ علیہ وسلم پر وحی کئی قسم کی ہوئی ہے۔ علاوہ وحی ملکی کے دو اور قسم بھی ہیں۔ جن میں فرشتہ کو دخل اور توسط نہیں ہوتا

۲ قرآن شریف کلام نفسی قدیم ازلی ابدی ہے۔ جو بلباس اصوات و حروف جلوہ گر ہے اور بذریعۂ ملکِ مقرب حضرت جبرئیل علیہ السلام حضور محبوب حق علیہ الصلوٰۃ والسلام پر نازل ہوا۔

۳ احادیث شریفہ قدسیہ ثابتہ باسناد صحیح وہ وحی ہے جو کبھی بتوسط کذلک اور کبھی بلا توسط کذلک حضور صلے اللہ علیہ وسلم پر وارد ہوئی۔

۴ ہر دو وحی سے جو معنی قطعاً ثابت ہیں۔ حق ہیں کوئی شبہ نہیں۔ اس میں سے بعد علم و ثبوت قطعی کسی بات کا انکار اگرچہ در پردہ تاویل باطل ہو۔ کفر ہے اور ظنی الثبوت یا ظنی الدلالۃ کا بلاوجہ انکار بدعت یا فسق ہے۔

۵ امور ذیل کو حق ماننا ضروری ہے:۔

(۱) حشر اجساد و اعادہ روح انہی اجساد میں جو دنیا میں ہیں۔

(۲) جزائے اعمال خیر و سزائے شر۔

(۳) صراط دوزخ پر ممتد ہے جسپر سب کو چلنا ہوگا۔ اہل نار کٹ کر دوزخ میں گر پڑینگے۔ اور اہل جنت اسپر گزر کر جنت میں پہنچینگے۔

(۴) حساب اعمال۔ میزان۔ جنت۔ نار۔ اور یہ دونو آخر الذکر اس وقت موجود ہیں۔ جنکی جگہ اللہ جلشانہٗ جانتا ہے۔

(۵) شفاعت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بحق اہل کبائر حق ہے۔ اور آپ کی شفاعت مقبول ہے۔ جہاں آیات شریفہ میں نفی شفاعت واقع ہے وہ مقید بعدم رضا و اجازت الٰہی ہے۔

(۶) عذاب القبر کافر کو اور نعمت و راحت مومن صالح کو قبر میں حق ہے اور عصات مومنین مشیت الٰہی پر ہیں جسے چاہے۔ عذاب فرمائے۔ جسے چاہے نعمت بخشے۔

(۷) سوال منکر و نکیر جس سے خدا چاہے ضرور ہونے والا ہے۔

(۸) تمام رسل و انبیاء من جانب اللہ حق ہیں۔

(۹) ملائکہ اجسام نوری عوارض ظلمانی سے منزہ ہیں۔ اُن کے مقامات آسمان پر مقرر ہیں۔ کوئی کائنات سماوی و ارضی پر مقرر ہیں اور بعض کتابت اعمال بنی آدم پر اور بعض عباد کے دل میں خطرات صالحہ القا کرنے پر اور بعض حفاظت بنی آدم پر۔ ان کے مقابلہ میں مخلوقاتِ الٰہی میں سے شیاطین ہیں۔ جو خیالات فاسدہ کا القا کرتے ہیں۔ قرب قیامت میں حضرت مہدی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا ظاہر ہونا اور حضرت عیسےٰ علیہ السلام کا آسمان سے نازل ہونا اور قتل دجال و قتل خنازیر کرنا اور پھر دین واحد کا ہو جانا سب حق ہے۔

(۱۰) کل انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اور جو آسمانی صحیفے اُن پر نازل ہوئے حق ہیں۔

الاجتهادُ فِي الدِّينِ وَتقليدُ المُجتهدِين

۱ عامۃ الناس جو درجۂ اجتہاد سے بے بہرہ ہیں۔ تمام احکام فروعیہ غیر منصوصہ قطعیہ میں تقلید مجتہد پر مامور ہیں۔

۲ منصب اجتہاد مشروط بشرائط ذیل ہے:۔

(۱) علم قرآن بقدر آیات احکام حاوی ہو۔

(۲) احادیث متعلقہ احکام سے واقف ہو۔

(۳) علم عربیت۔ لغت۔ صرف و نحو۔ معانی و بیان وغیرہ میں کامل ہو۔

(۴) مذاہب سلف سے پوری واقفیت رکھتا ہو۔

(۵) قیاس کے اصول اور قواعد میں ماہر اور علاوہ اسکے ورع و تقوےٰ میں اعلےٰ درجہ پر ممتاز ہو۔ استنباط احکام میں مداخلت نفس و ہوا سے محفوظ ہو۔

۳۔ جس میں ان صفات کی کمی ہو خواہ کیسا عالم کیوں نہ ہو تقلید کرنے کا پابند
ان شرائط سے کسی شخص کا متصف ہونا اسکے آثار اجتہادی اور تدقیقات فقہی و اعمال و اخلاق متفقہانہ سے ظاہر ہو سکتا ہے جو عوام و خواص امت پر ظاہر ہو کر تمام اہل انصاف کے ذہن میں اسکی عظمت کو مرکوز کرتے ہیں جیسا کہ ہر فن کے مشاہیر کی اعلےٰ مہارت بلحاظ آثار ظاہرہ عامۃ الناس سے خواص تک سب کے نزدیک کالبدیہہ ہوتی ہے ویسا ہی جب کسی عالم متقی کے آثار اجتہادی اسقدر ظاہر ہوں کہ خواص و عوام اس کے لئے منصب اجتہاد تسلیم کرنے پر مجبور ہوں تو وہ مجتہد مسلّم ہوتا ہے۔

۴۔ امت مرحومہ میں ائمہ اربعہ کا اجتہاد ان کے سب معاصرین و لاحقین سے اعلےٰ مانا گیا ہے اسکی وجہ وہی آثار علمی اور علامات زہد و تقوےٰ ہیں جس سے آجتک ہر طبقہ کے لوگ ان کو مجتہد تسلیم کرتے آئے ہیں۔

۵۔ ان میں سے امام الائمہ سراج الامت امام اعظم نعمان بن ثابت ابو حنیفہ کوفی رضی اللہ عنہ رئیس المجتہدین تسلیم ہو چکے ہیں۔

۶۔ حق سبحانہ تعالےٰ نے آپ کے تلامذہ مقلدین میں ایسے اکابر اسلام پیدا کئے۔ جنہوں نے حضور امام رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے مخرجہ مسائل و اصول مقررہ کو تالیفات و تصنیفات میں کمال تنقیح سے بیان کیا جو آئندہ تازہ واقعات و صور متجددہ میں دستور فیصلہ مقرر ہوئے۔

۷۔ کمالات علمی و فیضان انوار بطفیل حضرت امام رض ان علماء فقہ پر اسی صبغۃ الٰہیہ سے ہوا ہے جسکے سرچشمہ رئیس المجتہدین تھے۔ بنا برین حضرت امام محمد و امام ابو یوسف رحمہما اللہ تعالیٰ باوجود تقلید فی الاصول والفروع مختلفہ اقوال امام میں بحضور امام خلاف قول مستقر امام کو ترجیح کے لئے اور بعض احکام کو موافق اصول حضور امام رضی اللہ تعالےٰ عنہ استخراج کرنیکے لئے خود امام الائمہ سے مامور ہوئے ہیں۔ پس صاحبین و دیگر اُن کے ہم منصب جو امام الائمہ کے تلامذہ تھے مجتہدین فی المذہب کے نام سے مشہور ہوئے ان کا کام صرف بعض کو بحضور امام قول مستقر امام پر بوقت ظہور دلیل ترجیح دینا اور اصول

امام کے مطابق تازہ احکام استنباط کرتا ہے۔

۸۔ ان کے بعد رحمت کا اور ظہور ہوا اور ایسے فقہا پیدا ہوئے جن کا تبحر اصول و فروع مذہب حنفیہ میں اسقدر تسلیم کیا گیا کہ وہ نو پیدا شدہ مسائل وجزئیات کو جنکی بابت بالصراحت روایات مذہب ہیں نہ ملیں۔ اصول وفروع مذہب حنفی سے تخریج کریں۔ جیسے حضرت ابو جعفر طحاوی۔ ابو الحسن کرخی شمس الائمہ حلوائی شمس الائمہ سرخسی فخر الاسلام بزودی۔ فخر الدین قاضیخاں وغیرہ سب مجتہد فی المسائل ہیں

۹۔ چونکہ تدبیر الٰہی اسی رحمت خاصہ کے کامل کرنے پر متوجہ تھی ان فقہا کے بعد ایک اور طبقہ پیدا ہوا جن میں امام ابو بکر احمد بن علی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ ہیں۔ ان کے حصہ میں گو کسی قسم کا اجتہاد نہیں لیکن اصول و فروع میں اتنی مہارت ان کو تھی کہ مجمل ذی وجہین۔ مبہم محتمل امرین منقول عن صاحب المذہب او احد من اصحابہ کی تفصیل کر سکتے تھے۔ ان کو اصحاب تخریج کہا جاتا ہے۔

۱۰۔ ان کے بعد وہ طبقۂ فقہا پیدا ہوا جو بعض روایات کو بعض پر ترجیح دینے کی لیاقت رکھتے تھے۔ ان کو اصحاب ترجیح کہتے ہیں۔

۱۱۔ ان کے بعد تدبیر الٰہی اور رحمت نامتناہی سے وہ طبقہ فقہا ہوا جو مذکورہ بالا مراتب کے لائق نہ تھے لیکن روایات متعددہ میں سے اقوا۔ قوی ضعیف اور ظاہر مذہب و روایت نادرہ میں فرق کر سکتے تھے۔ جیسے وہ حضرات جن کی کتابیں ہمارے زمانہ میں باعث فیض اور عالمگیر قبولیت سے ممتاز ہیں۔ طبقات اربعہ اُولےٰ سے جو مذہب متعین ہو چکا ہے وہ صاحب کنز۔ صاحب مختار۔ صاحب وقایہ۔ صاحب مجمع کی کتابوں میں کمال تنقیح سے مذکور ہے۔

۱۲۔ ان کے بعد علما فقہا نے انہی کتابوں پر اعتماد کیا ہے۔ ان کتابوں کو کتب متاخرین سمجھ کر یہ کہنا کہ ان سے مذہب حنفی ٹھیک معلوم نہیں ہو سکتا۔ محض خیال فاسد اور بیجا بد گمانی ہے۔ یہ کتب دراصل طبقات اربعہ کی قویہ روایات کے راوی ہیں۔ اور ان کا ثقہ ہونا عند الکل مسلم ہو چکا ہے۔

۱۳۔ متون و شروح و فتاوٰے متاخرین جو معمول بہ و دستور العمل فتوے مقرر

ہو چکے ہیں بلا شبہ مذہب حنفیہ کے مبیّن ہیں۔ ان کا خلاف بدعوے عمل بالحدیث بدون منصب اجتہاد گمراہی میں قدم رکھنا ہے۔ صدی چہارم تک مذاہب اربعہ خصوصاً مذہب حنفیہ کی اسقدر تنقیح ہو چکی ہے کہ کوئی جزّی بلا تحقیق نہیں رہی اور آئندہ کے اغلب واقعات کے جوابات اُسی تحقیقات سے برآمد ہو سکتے ہیں اسلئے فقہا کا فتوے ہے کہ اب اجتہاد ختم ہو چکا ہے اور اسکے بعد کوئی جدید مجتہد نہیں پیدا ہو۔

نمبر ۱۴ جس طرح حضور سرورِ عالم صلے اللہ علیہ وسلم مبیّن و مبلغ احکام الٰہی ہیں۔ اور آپ کی اطاعت جزو ایمان ہے ویسے ہی رئیس المجتہدین حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ آپ کے حکم و ہدایت کے مبلغ و مبیّن ہیں ۔اس حیثیت سے آپ واجب الاطاعت ہیں۔

نمبر ۱۵ کسی غیر مجتہد شخص کو ائمہ اربعہ میں سے ایک امام کی تقلید اس طرح پر واجب ہے کہ وہ اُس امام کے تمام احکام میں اُس کا مقلد ہو۔ کسی مسئلہ میں ایک امام کی تقلید کرنا اور کسی میں دوسرے امام کی تقلید کرنا تلفیق میں داخل ہے اور تلفیق سے تلہّی بالدین لازم آتی ہے جو قطعاً حرام ہے۔

نمبر ۱۶ کسی غیر مجتہد کو یہ اختیار نہیں کہ اپنی رائے سے کسی حدیث متعلق احکام فروعی مرویہ کتب حدیث پر عمل کرے۔

الخلافۃ والولایۃ

نمبر ۱ بعد سرورِ عالم صلے اللہ علیہ وسلم سید الاولیاء والخلفاء امام الصدیقین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ افضل الامت ہیں۔ آپ کے بعد فاروق اکبرؓ ذوالنورینؓ و مولےٰ المومنین مرتضےٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہم بترتیب خلافت افضل ہیں۔

نمبر ۲ عشرہ مبشرہ۔ خاتون جنت۔ اُم المومنین خدیجہ و اُم المومنین عائشہ رضی اللہ عنہنّ و حضرات امام حسن و امام حسین و اصحاب بدر و بیعت الرضوان رضی اللہ تعالےٰ عنہم طاہر مطہر قطعی جنتی بلکہ گنہگاران اُمت کے تکیہ گاہ ہیں۔

نمبر ۳ تمام صحابہ خصوصاً اہل بدر اہل بیعت الرضوان نجوم ہدایت ہیں ان میں کسی پر طعن کرنا

رفض و استحقاق دخول نار ہے۔ ان سب کی تعظیم و توقیر امت پر فرض اہم ہے۔ یہ سب اولیاء اُمت کے سردار اور بباعث شرف صحبت ولایت خاصہ پر ممتاز ہیں۔ ان سے کرامات ظاہر ہوئی ہیں اور ہر ایک ولی سے ظاہر ہو سکتی ہیں۔

۴۔ حقیقت ولایت یہ ہے کہ علاوہ ایمان و اعمال صالحہ کے یقین و عرفان اسماء و صفات ذات حق بطور وجدان بہ برکت ذکر تلاوۃ صوم و صلوٰۃ وہبی طور پر جب عبد صالح کو عطا ہوتا ہے تو مقامات ذیل اسکے سینہ پاک میں پیدا ہوتے ہیں اخلاص تواضع توبہ۔ زہد۔ صبر۔ شکر۔ خوف۔ رجا۔ توکل رضا۔ فقر۔ محبت پس وہ ماسوائے حق سے معرض ہوتا ہے اور خوف و رجا الٰہی میں مستغرق اس حالت میں ان مقامات کے آثار افراد بشر پر دو طور سے ظاہر ہوتے ہیں خوارق و تربیت مریدان پس اسکو وحی و عصمت کی بجائے (جو خواص انبیا میں سے ہیں) کشف صادق اور گناہوں سے محفوظیت عطا ہوتی ہے جس کے باعث وارث انبیاء و خلیفہ برحق قرار پاتا ہے اور لفظ ولی کا مصداق ہوتا ہے۔

۵۔ سلاسل صوفیائے کرام جو مسلسل حضور صلے اللہ علیہ وسلم سے متصل ہیں ان کے معارف و مقامات من وعن انوار رسالت سے ماخوذ ہیں۔ انہیں طرق تربیت مریدین مقامات مذکورہ پر مبنی ہیں اور مشائخ صوفیہ موصوف کشف صادق سے غائبین کے حال پر مطلع ہو کر ان کی ویسی ہی تربیت فرماتے ہیں جیسی حاضرین کی۔

۶۔ یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ وغیرہ وظائف کذائیہ بغرض استمداد و طلب ہمت و دعا جائز و ثابت ہیں۔ ایسے وظائف کا انکار کرنا جہالت ہے اور ان کو شرک وغیرہ سے تعبیر کرنا ظلم و ضلالت ہے۔

۷۔ ان کی صورت مبارک کا خیال مریدین کے خطرات و احادیث نفسی کے دور کرنے میں وہی کام کرتا ہے جو ظل فاروقی شیطان کے دور کرنے میں۔ ان مشائخ کی صورت مثالی جذبات نفس مرید کو مٹانے میں برہان قاطع ہے۔

۸۔ طریق استفاضہ باطنی و بیعت جو معمول مشائخ کرام ہے ہر ایک مومن طالب کمال ایمان کے لئے سنت اور ضروری ہے

۹۔ خاص معمولات مشائخ و کیفیت اذکار و ریاضات اصول دین سے ماخوذ ہیں بعض اجتہاداً۔ اور بعض کشفاً۔

۱۰۔ ذکر جہر و سر شرعاً ثابت اور باعث قرب و حصول محبت الٰہی ہے۔

۱۱۔ حمد الٰہی و نعت سرور کائنات صلعم و مدح بزرگان و اولیائے کرام اور اشعار متعلق محبت الٰہی کا خوش آوازی سے سنکر محبت الٰہی بھڑکانا شرعاً مباح و مستحسن ہے جبکہ منکرات شرعیہ سے خالی ہو

۱۲۔ عبادات بدنی و مالی کا ثواب ہدیہ ارواح مقدسہ انبیاء و اولیاء و دیگر اہل ایمان کرنا ثابت ہے

اور اس کا مطلقاً انکار .... بدعت ہے۔

۱۳۔ بالخصوص بروز وفات اولیا ثواب طعام وکلام سے فاتحہ رسانی باعث نزول برکات اور تازگی ایمان کا ہے

اَلشِّرْکُ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ جَلِیَّۃٍ وَخَفِیَّۃٍ

۱۔ شرک وکفر بلحاظ نتیجہ متحد ہیں۔ دونوں کا مرتکب ابدی عذاب کا مستحق ہے

۲۔ حقیقت شرک یہ ہے کہ غیر خدا واجب الوجود یا مستحق عبادت مانا جائے اور اسکے امارات سے یہ ہے کہ بندگان حق تعالےٰ محبوبان الٰہ کی ان قابل عظمت صفات کو جو عام بنی نوع میں مفقود ہیں (مثلاً کشف بلا و شدت استجابت دعا۔ تاثیر تسخیر وغیرہ) صفات جناب باری (سبحانہٗ سبحانہٗ) کے برابر خیال کیا جائے (نعوذ باللہ) اور بنا بریں نہایت عجز و نیاز کے افعال ان کے سامنے اسی نیت سے ادا کئے جاویں

۳۔ شریعت حقہ شرک کو رفع فرماتی ہے اور صفات عباد و صفات ربوبیت میں بین الامتیاز ظاہر فرمانا بعثت رسل کا مہتم بالشان مقصد ہے

۴۔ خواص عباد کی صفات مذکورہ کو باطل نہیں کہا جا سکتا۔ بلکہ وہ انکی حقیقت واقعیہ کا اظہار ہے جس سے کہ صفات ربوبیت کی برتری و تقدس ظاہر ہو۔

۵۔ محبوبیت و شفاعت جو کہ تمام ادیان و شرائع میں خواص بشر کیلئے ثابت کیگئی ہے اُسکو ایسا منصب خیال کرنا کہ جس سے عبد خود مختار ہو کر تصرفات الٰہیہ کو (معاذ اللہ) مزاحمت سے روک سکے شرک ہے اور رضائے الٰہی اور اسکی اجازت پر موقوف سمجھنا اور اسمیں حقیقت عنایات الٰہیہ کا ظہور جاننا ایمان و توحید ہے

۶۔ ایسا ہی خوارق و کرامات اولیا و اشراق باطنی سے انکو مغیبات پر بلا ذریعہ عطیہ الٰہی اسطرح مطلع تسلیم کرنا شرک ہے اور بذریعہ قوائے روحانی و ناسوتی جو انبیا و اولیا کو عطا ہوتی ہیں ان امور کا مظہر تسلیم کرنا عین ایمان ہے۔

۷۔ صفات عبودیت کو صفات ربوبیت سے شریک کرنیوالا مشرک ہے اور ان کا مطلقاً منکر گمراہ و مبتدع ہے اور ہر ایک کے حقوق نگاہ رکھنے والا صراط مستقیم پر ہے فثبتنا اللہ علیہ بحرمت خیر من سلك علیه صلے الله علیه وسلم +

اَلْکُفْرُ وَالْکَبَائِرُ وَالْکُفْرُ بَعْدَ الْاِیْمَانِ اَلْعِیَاذُ بِاللّٰہِ الْمُسْتَعَانُ

۱۔ خداوند کریم جل جلالہ اور اسکے حبیب پاک محمد صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم پر ایمان اور ان احکام کا جو من عند اللہ یا من عند الرسول ثابت ہوں انکار کرنا کفر ہے۔ ان احکام کا ثبوت تین طور سے ہوتا ہے۔

(۱) آیت کے معانی جو حسب محاورہ عرب قطعی طور پر مفہوم ہوں۔
(۲) حدیث شریف متواتر کے معانی قطعیہ حسب لغت و محاورہ۔
(۳) اجماع مجتہدین اُمت راشدہ جو قطعی ہو۔ ان طرق ثلٰثہ سے جو بات پایہ ثبوت کو پہنچے مومن پر اس کا ظاہراً باطناً تسلیم کرنا ضروری ہے۔ ورنہ بصورت انکار صریح بلا تاویل (معاذ اللہ) فقہا کے نزدیک مطلقاً ظلمت کفر میں مبتلا ہوتا ہے اور جو شخص بلا وجہ حق واضح میں بے محل تاویل کو بہانہ انکار قائم کرے کافر ہے۔
۲۔ ارکانِ ایمان و اسلام و ضروریات دین میں سے کسی کا انکار قولاً یا فعلاً کفر ہے۔
۳۔ قوائے انسانی کو لفظ ملائکہ وارد فی النص کا معنی مرادی قرار دینا اور قوت نظریہ نبی علیہ السلام کو جبرئیل ماننا خلاف نص و اجماع اور کفر قطعی ہے کہ ضروریات دین کا انکار ہے۔
۴۔ حشر اجساد و نعیم جنت کی جس کیفیت سے تفصیل کلام شارع میں وارد ہے بلا تاویل تسلیم کرنا ضروری ہے اور اس کا انکار کفر ہے۔
۵۔ بعد بعثت سرور کائنات صلعم بعثت نبی کو جائز ماننا یا اسکو ختم نبوت میں مخل نہ جاننا کفر ہے۔
۶۔ بلا اطلاق احادیث کا واجب الاطاعت نہ سمجھنا کفر ہے۔
۷۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جناب پاک میں بے ادبی (معاذ اللہ) قولاً فعلاً ہتک یا تحقیر کفر ہے۔ والعیاذ باللہ تعالےٰ۔

تصدیق

میں تمام مندرجہ بالا عقائد اہل السنت والجماعۃ بقید مذہب حنفی باتباع سلف صالحین کو حلفاً و ایماناً صحیح و درست تسلیم کرتا ہوں اور مجلس نعمانیہ ہند لاہور کی ممبری قبول کرتا ہوں

العبد

(نام تصدیق کنندہ)

(ولدیت)

(پیشہ)

(پتہ بقید شہر و محلہ)

مطبوعہ فیروز پرنٹنگ ورکس لاہور